e-ISSN: 2790-8208
p-ISSN: 2790-8194

TANAZUR (Research Journal)
e-ISSN: 2790-8208 p-ISSN: 2790-8194
Volume 04, Issue 03, October-December 2023
Published by: IRRP, PAKISTAN
URL: www.tanazur.com.pk

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحیثیت شارع و مقنن: تاریخی مطالعہ

The Noble Prophet Muhammad (PBUH) as a Legislator and Lawgiver: Historical Study

Author (s)	Wajid Irshad
Affiliation (s)	PhD Scholar Islamic Studies, Gift University Gujranwala, Pakistan wajid.babber018@gmail.com
Article History:	**Received**: Dec. 06, 2023, **Reviewed**: Dec. 12, 2023, **Accepted**: Dec. 14, 2023, **Available Online**: Dec. 28, 2023
Citation:	*Wajid Irshad (2023),* "نبی اکرم ﷺبحیثیت شارع ومقنن: تاریخی مطالعہ - The Noble Prophet Muhammad (PBUH) as a Legislator and Lawgiver: Historical Study", *Tanāẓur, 4, no. 3 (2023): pp. 626-639*
Copyright:	© The Author(s)
Conflict of Interest:	Author(s) declared no conflict of interest
Homepage:	http://tanazur.com.pk/index.php/tanazur/index
Article Link:	https://tanazur.com.pk/index.php/tanazur/article/view/194

نبی اکرم ﷺ بحیثیت شارع و مقنن: تاریخی مطالعہ

The Noble Prophet Muhammad (PBUH) as a Legislator and Lawgiver: Historical Study

واجد ارشاد[1]

Abstract:

"The Noble Prophet Muhammad (PBUH) as a Legislator and Lawgiver" delves into the multifaceted role of Prophet Muhammad (PBUH) in establishing and shaping Islamic jurisprudence. This comprehensive study explores the Prophet's pivotal role as both a divine messenger and a practical legislator, elucidating how his teachings and actions laid the foundation for Islamic law (Sharia). Drawing upon Islamic texts and historical accounts, the paper examines the Prophet's approach to governance, legal reasoning, and the formulation of religious injunctions. It discusses the Prophet's implementation of divine guidance in various spheres of life, including social conduct, family matters, and economic transactions, illustrating his profound impact on legal development within the Muslim community.

Keywords: Prophet Muhammad (PBUH), Sharia, Islamic law, legislation, jurisprudence, divine guidance.

تمہید:

دور حاضر میں جدید ذہن (اسلامی فکر سے دور) کے حامل لوگ آخر الزماں پیغمبر علیہ السلام کی حیثیت کے حوالہ سے مختلف اشکالات کا شکار ہو رہے ہیں، ان کا ماننا ہے کہ آپ ﷺ کی حیثیت محض اتنی سی ہے کہ آپ کے ذریعہ سے ہم تک بس قرآن پہنچادیا گیا، آپ ﷺ اس دنیافانی سے کوچ کر گئے، بس قصہ ختم ہوا، ان کے نزدیک آپ ﷺ کو قانون سازی و شریعت سازی میں کوئی اختیار نہیں ہے، جب کہ

1 پی ایچ ڈی اسکالر علوم اسلامیہ، گفٹ یونیورسٹی، گوجرانوالہ

دین اسلام میں نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کا بحیثیت شریعت ساز و قانون ساز ہونا ایک قطعی و مسلمہ حقیقت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ حیثیات کو قرآن مجید میں متعدد جہات سے بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً:

1۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم طیبات کے مبیح (حلال کرنے والے) اور خبائث کے محرم (حرام کرنے والے) ہیں۔ "يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ"[2]۔ (وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو حلال بناتے ہیں اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے)

2۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریح قرآن و تبیین احکام کرنے والے ہیں۔ "وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ" [3] ۔ (یہ ذکر (کتاب) ہم نے آپ کی طرف اتارا ہے کہ لوگوں کی جانب جو نازل فرمایا گیا ہے آپ اسے کھول کھول کر بیان کر دیں، شاید کہ وہ غور و فکر کریں)

3۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد قطعی ہے۔: "إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ الله" [4] (یقیناً ہم نے تمہاری طرف حق کے ساتھ اپنی کتاب نازل فرمائی ہے تاکہ تم لوگوں میں اس چیز کے مطابق فیصلہ کرو جس سے اللہ نے تم کو شناسا کیا ہے)

آیت میں موجود "بما اراک الله" سے علماءِ اصول نے یہ استدلال کیا ہے کہ نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے واجتہاد کی حیثیت وحی جلی اور نص صریح کی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی موقع پر رائے واجتہاد میں غلطی ہوئی ہے تو بذریعہ وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع فرمادیا گیا۔[5]

4۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ کے لئے مطاع ہیں۔: "يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا"[6]۔ (اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرمانبرداری کرو (رسول اللہ علیہ وسلم) کی اور تم میں سے اختیار والوں کی۔ پھر اگر کسی چیز پر اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ، اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف، اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے)

[2] الاعراف 157:7

[3] النحل 44:16

[4] النساء 105:4

[5] قرطبی، محمد بن احمد۔ الجامع لاحکام القرآن۔ بیروت، دار العربی، 2000ء، ج:5، ص:358

[6] النساء 59:4

5۔ تمام اختلافات میں آپ ﷺ کی اتباع لازم ہے۔ :"فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا"[7]

(سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں)

6۔ آپ ﷺ کی اطاعت در حقیقت اللہ کی اطاعت ہے۔:"مَنْ يُطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّه" [8]۔ (اس رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جو اطاعت کرے اسی نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی)

7۔ آپ ﷺ کی ذات کلی طور پر مطاع ہیں۔"وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ"[9]۔ (اور تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو، اور جس سے روکے رک جاؤ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے)

8۔ آپ ﷺ کا نطق (گفتگو کرنا) وحی الٰہی ہے۔:"وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ" [10]۔ (اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں۔ وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے)

9۔ آپ ﷺ کو حکم تسلیم کرنا شرطِ ایمان ہے۔:"فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ" [11]۔ (سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں)

10۔ آپ ﷺ کے فیصلوں کی اتباع لازم ہے۔

"مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ"[12]

(اور (دیکھو) کسی مومن مرد و عورت کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے بعد کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا)

11۔ آپ ﷺ کے احکام کی مخالفت ممنوع ہے۔:"فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ" [13]۔ (سنو جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انھیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انھیں دردناک عذاب نہ پہنچے)

---

[7] النساء4:65

[8] النساء4:80

[9] الحشر59:7

[10] النجم53:3،4

[11] النساء4:65

[12] الاحزاب33:36

[13] النور24:63

12۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کی مخالفت کفر ہے۔:" قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ" [14] (کہہ دیجئے! کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرو، اگر یہ منہ پھیر لیں تو بیشک اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا)۔

مندرجہ بالا آیات مبارکہ سے بطور شارع و مقنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت سے متعلق مختلف حیثیتوں کا تعین ہوتا ہے۔ ان میں سب سے اہم حیثیت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ایسے حکم اور قاضی ہونے کی ہے جس کا فیصلہ قطعی اور یقینی ہوتا ہے جسے نہ صرف تسلیم کرنا ہوگا بلکہ اس کے قبول و انکار پر ایمان کا دار و مدار ہے، فیصلہ کو قبول بھی اس طرح کرنا ہوگا کہ دل میں کسی قسم کا انقباض اور تنگی بھی محسوس نہ ہو بلکہ پوری خوش دلی اور انشراح صدر کے ساتھ فیصلہ کو تسلیم کرے۔ جیسا کہ سورۃ الاعراف کی آیت ۱۵۷ میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ کسی چیز کو حلال اور حرام قرار دینے کا اختیار بھی نبی مہربان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا گیا ہے۔ اور سورۃ الحشر کی آیت نمبر 07، سورۃ النساء کی مذکورہ آیات نے امت مسلمہ کو اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر حکم پر دل و جان سے عمل کریں اور جس بات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منع فرمادیں اس سے باز رہیں، یوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو بلا چوں و چرا واجب قرار دیا گیا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ہی کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اطاعت قرار دیا گیا ہے، اب ایک بار پھر ان آیات پر غور کریں تو اس بات کے واضح دلائل سامنے آئیں گے، کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ امت مسلمہ کو مستقل قانون عطا فرمائیں اور اللہ تعالیٰ نے جو احکام و قوانین نازل کیے ہیں ان کی تعبیر و تشریح بھی فرمائیں۔

مذکورہ آیات کو ہی بنیاد بنا کر امت مسلمہ نے بالاجماع نبی مہربان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قانون ساز تسلیم کیا ہے، نبی مہربان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول، فعل اور تقریر بالاتفاق حجت ہے، اقوال وافعال اور تقاریر کا مجموعہ ہی سنت کہلاتا ہے "السنة ما صدر عن النبي صلى الله عليه وسلم غير القرآن من قول أو فعل أو تقرير" [15]

یاد رہے کہ قول سے مراد جو بات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہی ہو، فعل سے مراد وہ کام جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہو اور تقریر سے مراد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کوئی کام کیا یا کوئی بات کہی ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر خاموشی اختیار کی ہو۔

نبوی فرامین سے استشہاد

1۔ نبی مہربان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی مبیح و محرم کا مقام رکھتے ہیں۔ جناب مقداد بن معدی کرب ہی بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "الا يوشك رجل شبعان على أريكته يقول عليكم بهذا القرآن فما وجدتم فيه من حلال فأحلوه وما وجدتم فيه من حرام فحرموه وانما حرم رسول الله كما حرم الله" [16]۔ (ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی بندہ پیٹ بھر کر اپنی مسند پر ٹیک لگائے

[14] آل عمران 32:3

[15] آمدی، علی بن محمد۔ الاحکام فی اصول الاحکام۔ بیروت دار الکتاب العربی، 1998ء، ج:2، ص:223

[16] امام ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السجستانی۔ سنن ابی داؤد۔ دار الفکر، بیروت 1414ھ، کتاب السنہ، باب فی لزوم السنہ، رقم الحدیث:4604

کہے کہ یہ اللہ کی کتاب ہے، اس میں (اللہ کی کتاب میں) جو چیز حلال پاؤ اسے حلال سمجھو اور جسے حرام پاؤ اسے حرام تصور کرو، جب کہ اللہ کا رسول بھی ویسے ہی حرام ٹھہراتا ہے جیسے اللہ تعالی حرام ٹھہراتا ہے)

2۔ مثلِ قرآن سنت بھی من جانب اللہ ہے۔:"عن حسان بن عطية قال كان جبرئيل ينزل على رسول الله صلى الله عليه وسلم بالسنة كما ينزل عليه بالقرآن ويعلمه اياها كما يعلمه القرآن" [17]۔ (حسان بن عطیہ بیان کرتے ہیں کہ جبرئیل امین آپ ﷺ پر سنت لے کر ایسے آئے تھے، جیسے آپ ﷺ پر قرآن لائے تھے اور اسے آپ ﷺ کو اسی طرح سکھاتے جس طرح قرآن کریم سکھاتے تھے)

3۔ آپ ﷺ کے فرامین مثلِ قرآن مبیح و محرم ہے۔:حضرت مقداد بن معدیکرب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ألا اني أوتيت الكتاب ومثله معه" [18]۔ (خبر دار مجھے کتاب دی گئی ہے اور اس کے ساتھ اس کی مثل بھی) مذکورہ روایت میں نبی مہربان ﷺ کی سنت کو مثلِ قرآن (امر و ناھی) بتلایا گیا ہے۔

4۔ نبی مہربان ﷺ کی سنت کی جانب رجوع کا حکم۔: حدیث حضرت معاذ میں ہے کہ نبی مہربان ﷺ نے دریافت کیا: آپ (معاذ) فیصلہ کیسے کریں گے؟ جناب معاذ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: کتاب اللہ کی روشنی میں آپ ﷺ نے دریافت کیا: اگر اس میں موجود نہ پاؤ تو پھر؟ عرض کیا: سنت رسول ﷺ کے مطابق [19]۔ اس حدیث سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ احادیث میں ایسے احکامات بھی درج ہوتے ہیں جو قرآن میں نہ پائے جاتے ہوں، لہذا سنت رسول ﷺ کی طرف رجوع کرنا چاہئے کیوں کہ آپ ﷺ نے اس موقع پر جناب معاذ رضی اللہ عنہ کی تحسین فرمائی تھی۔

آثار و تعاملِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے استشہاد:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن و سنت کے قطعی نصوص کے پیش نظر، رسول اکرم ﷺ کے تشریعی حیثیت سے متعلق واضح نظریہ رکھتے تھے، بنابریں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی سنت کو تشریعی اور دستوری حیثیت سے تسلیم کیا، مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس حوالہ سے واضح اعلان فرمایا: لوگو! جب تک میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کروں، اس وقت تک تم پر میری اطاعت ضروری ہے، ہاں اگر میں اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے منحرف ہوں تو پھر تم پر میری اطاعت کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ [20]

---

[17] دارمی۔ سنن دارمی۔ کتاب ابواب متفرقة فی صفات النبی وفی العلم ونحوها، باب السنة قاضیة علی کتاب اللہ

[18] سنن ابی داؤد، دار الفکر، بیروت 1414ھ، کتاب السنہ، باب فی لزوم السنہ، رقم الحدیث: 4604

[19] امام ابو محمد عبد اللہؒ بن عبد الرحمن، دارمی۔ سنن دارمی۔ دار الکتاب العربی، بیروت 1407ھ، المقدمہ، باب الفتیا ومافیہ من الشدۃ، رقم الحدیث: 170

[20] ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام۔ السیرۃ النبویۃ۔ مکتبہ جمہوریہ، قاہرہ، ج:4، ص:457

مہران بن میمون بیان کرتے ہے جس میں وہ خاص طور پر حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے تشریعی اسلوب کی توضیح کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ شیخین (ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما) کا طریقہ کار یہ تھا کہ جب کوئی مسئلہ در پیش ہوتا تو یہ دونوں خلفاء پہلے قرآن کریم کی طرف رجوع کرتے تھے، اگر قرآن کریم میں اس کا حل مل جاتا تو اس کے مطابق فیصلہ کر دیتے اور اگر قرآن حکیم اس معاملہ میں خاموش ہوتا تو پھر سنت رسول ﷺ کی طرف رجوع کرتے اور سنت کے مطابق فیصلہ فرماتے، اگر اپنے علم کی حد تک ان دونوں سے کوئی حل نہ ملتا تو پھر مسجد نبوی میں صحابہ کرام کو جمع کیا جاتا اور ان سے پوچھا جاتا کہ زیر غور مسئلہ میں رسول اللہ ﷺ کا کوئی حکم یا کوئی قول اگر کسی کے علم میں ہو تو وہ بتائے تا کہ اس کے مطابق فیصلہ کیا جائے، اگر اس سلسلہ میں کسی کے پاس کوئی حدیث موجود ہوتی یا سنت کی کوئی رہنمائی کسی کے علم میں ہوتی تو وہ اسے پیش کر دیتا اور اس کے مطابق فیصلہ کر دیا جاتا تھا، ہاں اگر کسی کے پاس رسول اللہ ﷺ کی سنت موجود نہ ہوتی تو پھر باہم غور و فکر اور مشورہ سے جو طے پاتا اس کے مطابق فیصلہ کر دیا جاتا۔[21]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اپنے دور خلافت طرز عمل یہ تھا کہ ان نے باقاعدہ طور پر اپنے گورنروں اور قاضیوں کو ہدایات جاری کیں، کہ اگر تم کوئی حکم کتاب اللہ میں پاؤ تو اس کے مطابق فیصلہ دو، اس کی موجودگی میں کسی دوسری چیز کی طرف توجہ نہ کرو اور اگر کوئی ایسا معاملہ آئے جس کا حکم کتاب اللہ میں نہ ہو تو رسول اللہ ﷺ کی سنت میں جو حکم ملے اس پر فیصلہ دو، اور اگر معاملہ ایسا ہو جس کا حکم نہ کتاب اللہ میں ہو اور نہ سنت رسول اللہ ﷺ میں تو اس کا فیصلہ اس قانون کے مطابق کرو جس پر اجماع ہو چکا ہو لیکن اگر کسی معاملہ میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ دونوں خاموش ہوں اور تم سے پہلے اس کے متعلق کوئی اجماعی فیصلہ بھی نہ ہوا ہو تو تمہیں اختیار ہے کہ یا تو پیش قدمی کر کے اپنی اجتہاد سے فیصلہ دو، یا پھر ٹھہر کر انتظار کرو، اور میرے نزدیک تمہارا انتظار کرنا زیادہ بہتر ہے۔[22]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاں رسول اللہ ﷺ کے حق شریعت و قانون سازی کا نظارہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس اصولی ہدایت سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ: "فمن عرض له منكم قضاء بعد اليوم فليقض بما في كتاب الله، فإن جاء أمر ليس في كتاب الله فليقض بما قضى به نبيه، فإن جاء أمر ليس في كتاب الله ولا قضى به نبيه ولا قضى به الصالحون فليجتهد رايه"[23]

(پس آج کے بعد جو بھی عہدہ قضا پر فائز ہو تو اس کو کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ کرنا چاہئے، اگر ایسا معاملہ پیش آ جائے جس کے متعلق کتاب اللہ میں کچھ نہ ہو تو پھر سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق فیصلہ کرنا چاہئے، اور اگر ایسا مسئلہ پیش آئے جس کے متعلق سنت میں بھی کچھ نہ ہو تو پھر امت کے نیک لوگوں کے فیصلوں کو دیکھنا چاہئے، اگر اس میں راہ نمائی ہو تو اس کے مطابق فیصلہ کرنا چاہئے، اگر یہ سب زیر غور مسئلہ کے بارے میں خاموش ہوں تو پھر اپنی رائے سے اجتہاد کرنا چاہئے)

[21] سنن دارمی، دار الکتاب العربی، بیروت 1407ھ، المقدمہ، باب الفتیا وما فیہ من الشدۃ، رقم الحدیث: 163

[22] ابن القیم، ابو عبد اللہ، محمد بن ابی بکر۔ اعلام الموقعین۔، ج: 1، ص: 61، 62

[23] اعلام الموقعین، ج: 1، ص: 50

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے عہد میں بسیار قانونی فیصلے ایسے کئے جن میں حدیث نبوی ہی اصل بنیاد ہے، مثلاً جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی مہربان ﷺ کی جائیداد کو عام قانون کے برعکس درج ذیل حدیث کی وجہ سے تقسیم نہیں فرمایا۔" لا نورث ما ترکنا صدقة "[24] (ہمارا کوئی وارث نہیں ہو گا، جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے)

ایسے ہی جناب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت کو بنیاد بنا کر دادی کے لئے جائیداد میں سے چھٹا حصہ مقرر کیا۔[25]

جناب عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے حضرت فریعہ بنت مالک رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ روایت کی بنا پر یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ بیوہ عورت اپنے شوہر کے گھر میں ہی عدت گزارے گی۔[26]

ایسے بسیار فروعی احکام کتب فقہ میں کثرت سے ملتے ہیں، جنہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی مہربان ﷺ کے فیصلہ یا قول کو بنیاد بناتے ہوئے قانونی شکل دی ہے۔

قوانین اسلامیہ سے عملی نظائر:

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں قوانین اسلامیہ سے چند ایسی مثالیں پیش کی جائیں جن سے نبی مہربان ﷺ کی شخصیت، مقنن و شارع کی حیثیت مزید واضح ہوتی ہے۔ شریعت اسلامیہ کے بسیار احکام ایسے ہیں جن کا ثبوت صرف سنت رسول ﷺ سے ہی ہے اور وہ احکام قرآن حکیم میں موجود نہیں ہیں، مثلاً:

- مسلمان مرد کے لئے ریشم پہننا یا گولڈ (سونا) استعمال کرنا حرام قرار دیا گیا ہے، مردوں کے لئے ان کے استعمال کی حرمت محض سنت مطہرہ سے ہی ثابت ہے۔[27]،[28]
- شادی شدہ زانی و زانیہ کی سزا رجم قرآن کی آیات تلاوت منسوخ ہو چکی ہیں، لیکن اس کا حکم سنت مطہرہ کی ذریعہ باقی ہے اور تمام فقہاء اس سزا کو بطور حد تسلیم کرتے ہیں۔[29]

---

[24] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجعفی۔ الجامع الصحیح۔ دار طوق النجاة 1422ھ، کتاب الفرائض، باب قول النبی ﷺ لا نورث ما ترکناہ صدقة، رقم الحدیث:6725

[25] ترمذی، ابو عیسی، محمد بن عیسی۔ سنن ترمذی۔ بیروت، دار الغرب الاسلامی 1998ء، ابواب الفرائض عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی میراث الجدة، رقم الحدیث:2101

[26] امام ابو عبد الرحمن، احمد بن شعیب، نسائی۔ سنن نسائی۔ دار المعرفہ، بیروت 1412ھ، کتاب الطلاق۔ عدة المتوفی عنھا زوجھا من یوم یاتیھا الخبر، رقم الحدیث:3532

[27] سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب الرخصة فی العلم، وخیط الحریر، قم الحدیث:4055

[28] امام، احمد بن حنبل ؒ۔ مسند احمد بن حنبل۔ بیروت، مؤسسة الرسالة 2001ء، مسند الانصار، حدیث بریدة الاسلمی، رقم الحدیث:23034

[29] صحیح البخاري, دار طوق النجاة 1422ھ، کتاب المحاربین من اھل الکفر والردة، باب احکام اھل الذمة، رقم الحدیث:6841

- عاقلہ پر دیت کا عائد ہونا، حالت حضر میں کسی چیز کا گروی رکھنے کا جواز وغیرہ کے احکامات سنت مطہرہ سے ہی ثابت ہیں۔[30]
- دنیائے اسلام میں اذان کے کلمات و طریقہ مسلمانوں میں یکساں رائج ہے جو صرف سنت سے ثابت ہے قرآن میں ذکر موجود نہیں۔
- دعوت کے آغاز میں رسول اللہ ﷺ نے اندیشہ شرک کے پیش نظر زیارت قبور سے منع فرمادیا تھا، بعد میں یہ کہہ کر اجازت دے دی: "قد نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها، فان في زيارتها تذكرة" [31] (میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب تم ان کی زیارت کیا کرو، کیوں ان کی زیارت سے آخرت کی یاد آتی ہے)۔ جب رسول اللہ ﷺ نے قبرستان جانے سے منع کیا تب جانا ممنوع تھا، لیکن جب اجازت دے کر منع کرنے کی علت بھی بتادی تب جانا جائز قرار پایا، لہٰذا اب قبرستان جانا پسندیدہ عمل ٹھہرا۔
- درندے (ایسے جانور جو چیر پھاڑ کرنے والے ہیں) اور گھریلو گدھے (پالتو گدھوں) کی حرمت سنت مطہرہ نے بیان فرمائی ہے، ان کی تحریم قرآن میں بیان نہیں ہوئی۔[32]
- خالہ اور بھانجی، پھوپھی اور بھتیجی کو بیک وقت ایک ہی مرد کے نکاح میں رکھنا سنت نے ہی ممنوع قرار دیا ہے۔[33]

قرآن کریم کی تعبیر و تشریح اور اس میں تخصیص کا اختیار رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے۔ کوئی دوسرا فرد نہ سنت کے خلاف تشریح و تعبیر کرسکتا ہے اور نہ اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ قرآن کے عموم میں تخصیص یا مطلق کو مقید کرسکے۔ رسول اللہ ﷺ کی بطور شارع و مقنن حیثیت کی مزید وضاحت کے لیے اسلامی قانون سے کچھ مثالیں بیان کرنا ضروری ہیں تاکہ ان کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کی حیثیت زیادہ بہتر طریقہ پر سمجھی جاسکے۔ قرآن کریم میں بہت سے احکام مجمل بیان ہوئے ہیں جن کی تفصیل و تشریح رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے۔ مثلاً: قرآن حکیم میں ارشاد ہے: "اقيمُوا الصَّلوةَ" (نماز قائم کرو)۔ اب قیام نماز کی تفصیلات وہی معتبر ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے طے فرمادیں۔ نمازوں کے اوقات، رکعتوں کی تعداد، قیام، رکوع سجود کا طریق کار وغیرہ سب باتوں کا علم سنت رسول ﷺ سے ہوتا ہے۔ روزہ کی فرضیت کے بارے میں قرآن کریم کا ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ" [34]۔ (اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو فرض کیے گئے ہیں تم پر روزے جیسا کہ فرض کیے گئے ان لوگوں پر جو تم سے پہلے (تھے) تاکہ تم بچ جاؤ (گناہوں سے)۔ روزوں سے متعلق احکام کی تفصیل بھی سنت طیبہ میں ملتی

[30] القشیری، مسلم بن حجاج۔ صحیح مسلم۔ کتاب العتق، باب تحریم تولی العتیق غیر موالیہ، رقم الحدیث: 1507

[31] سنن ابی داؤد، کتاب الجنائز، باب فی زیارۃ القبور، قم الحدیث: 3235

[32] صحیح البخاري، دار طوق النجاۃ 1422ھ، کتاب الذبائح والصید، باب لحوم الحمر الانسیۃ، رقم الحدیث: 5527

[33] صحیح البخاري، دار طوق النجاۃ 1422ھ، کتاب النکاح، باب لا تنکح المراۃ علی عمتھا، رقم الحدیث: 5109

[34] البقرہ 2:183

ہے۔اسی طرح زکوۃ کا حکم تو قرآن کریم میں موجود ہے لیکن یہ تفصیلات کہ کون سے اموال پر زکوۃ فرض ہے اور کون سے اموال اس سے مستثنیٰ ہیں، سنت طیبہ سے ملتی ہیں۔

قرآن کریم کے عموم میں تخصیص کا حق بھی صرف رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے۔مثال کے طور پر قرآن حکیم میں عمومی حکم ہے کہ وراثت مرنے والوں کے جائز ورثا میں تقسیم ہو گی۔لیکن اس عام حکم میں حدیث رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے تخصیص پیدا ہو گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "لا یرث القاتل شیئا" [35]۔(قاتل کا وراثت میں کوئی حصہ نہیں ہے)

اس حدیث کی بنا پر قرآن کریم کی آیت مبارکہ: "يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ" [36](اللہ تعالیٰ تمہیں اولاد کے بارے میں حکم کرتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے)، میں تخصیص پیدا ہو گئی ہے۔اگر بیٹا باپ کا قاتل ہے تو اسے باپ کی وراثت میں کوئی حصہ نہیں ملے گا۔

اسی طرح سنت نے مورث کی تخصیص کی کہ نبی اور رسول مورث نہیں بنتے) ۱۹:("انا معشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقۃ"[37]۔ (انبیاء کی جماعت کسی کو وارث نہیں بناتی اور ان کا ترکہ صدقہ ہے)

حکم مطلق کو مقید کرنے کی مثالیں بھی سنت طیبہ میں ملتی ہیں ، مثلا قرآن حکیم کا ارشاد ہے: "وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا"[38] -(چوری کرنے والا مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو)۔یہ آیت مطلق ہے اس میں دائیں یا بائیں ہاتھ کی کوئی قید نہیں، نہ یہ تعین ہے کہ کسی جگہ سے کاٹا جائے۔عربی زبان میں لفظ "ید" کا اطلاق کاندھے سے انگلیوں تک سارے ہاتھ پر ہوتا ہے۔یہ قید سنت سے ثابت ہوتی ہے کہ دایاں ہاتھ کلائی سے کاٹا جائے گا۔

فقہاء کرام نے نبی اکرم ﷺ کی دی ہوئی اصولی ہدایات کی بنیاد پر قانون سازی فرمائی۔آپ ﷺ نے امت کو ایسے جامع اصول عطا فرمائے ہیں جن کی بنیاد پر فقہی استنباط و استدلال کیا گیا۔ان اصولوں کو فقہی قواعد کلیہ کہا گیا ہے۔ذیل میں بطور مثال چند ایسے قواعد کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو لفظا یا معنی احادیث نبویہ سے ماخوذ ہیں:

"لا ضرر ولا ضرار"[39]۔(نہ خود نقصان اٹھاؤ نہ دوسرے کو نقصان پہنچاؤ)

---

[35] سنن ابی داؤد، دار الفکر، بیروت 1414ھ، اول کتاب الدیات، باب دیات الاعضاء، رقم الحدیث:4564

[36] النساء4:11

[37] ابن کثیر، اسماعیل بن عمر بن کثیر۔تحفۃ الطالب۔ص:214، اسنادہ علی شرط مسلم

[38] المائدۃ5:38

[39] امام ابو عبد اللہ، محمد بن یزید بن ماجہ۔سنن ابن ماجہ۔دار الفکر، بیروت 1415ھ، کتاب الاحکام، باب منبنی فی حقہ مایضر بجارہ، رقم الحدیث:2341

یہ بعینہ حدیث کے الفاظ ہیں۔"الحرام لا یحرم الحلال"40۔ (کسی حرام کے ارتکاب سے کوئی حلال کام حرام نہیں ہو جاتا)
یہ بھی حدیث کے الفاظ ہیں۔"الخراج بالضمان"41(فائدہ وہی اٹھائے جو تاوان دینے کا ضامن ہو)
یہ بھی حدیث کے الفاظ ہیں۔اس سے ملتا جلتا ایک اور قاعدہ کلیہ ہے: "الغرم بالغنم"42(نقصان منافع کے ساتھ ہے)
"الحدود تدرأ بالشبهات"43(حدود کی سزائیں شبہات کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہیں)، یہ کلیہ حدیث نبوی سے ماخوذ ہے۔
"الامور بمقاصدها"44(معاملات کا دارومدار ان کے مقاصد پر ہوتا ہے)یہ کلیہ اس حدیث سے ماخوذ ہے:"انما الاعمال بالنیات"45(بے شک اعمال کا دارومدار نیت پر ہے)
"الیقین لا یزول بالشك"46۔(یقین کو محض شک کی بنا پر ختم نہیں کیا جا سکتا)
"اما حرم اخذه حرم اعطاؤه"47(جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے)
"الضرورات تبیح المحظورات"48(ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں)
یہ وہ قواعد ہیں جنہیں فقہاء استنباط واستدلال میں ملحوظ رکھتے اور قانون سازی کا عمل ان قواعد کی روشنی میں آگے بڑھاتے ہیں۔

اجتہاد کا ثبوت:

اسلامی قانون کی تعبیر و تشریح اور اس کے ارتقاء میں اجتہاد کو ایک اہم اور بنیادی اصول کی حیثیت حاصل ہے۔ یہ اصول بھی صراحتا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا عطا کردہ ہے جو ہر دور اور ہر زمانہ میں قانون سازی کے عمل میں مدو معاون ہوتا ہے۔ ایسے تمام مسائل جن میں قرآن و سنت خاموش ہوں، سنت کی رو سے اہل اجتہاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کو استعمال کر کے درپیش مسائل کا حل پیش کریں۔اس علمی اور فکری ریاضت کا عمل تا قیامت جاری رہے گا۔

---

40 سنن ابن ماجہ، دار الفکر، بیروت 1415ھ، کتاب النکاح، باب لا یحرم الحرام الحلال، رقم الحدیث:2015
41 سنن ابی داؤد، دار الفکر، بیروت 1414ھ، اول کتاب الاجارۃ، باب فیمن اشتری عبدا فاستعملہ ثم وجد بہ عیبا، رقم الحدیث:3508
42 مصطفی بن محمد۔ القواعد الفقہیہ عند الاباضیہ۔ جزء رابع، 2013ء، ص:38
43 شوکانی، ابو علی، محمد بن علی بن محمد۔ الفتح الربانی من فتاوی الامام الشوکانی۔2018ء، ج:12، ح:6236
44 یعقوب، عبد الوھاب الباحسین۔ قاعدہ الامور بمقاصدھا۔ مکتبۃ الرشد، 1428ھ، قاعدہ فقہیہ اولی
45 الجامع الصحیح، دار طوق النجاۃ 1422ھ، باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم، رقم الحدیث:01
46 یعقوب، عبد الوھاب الباحسین۔ قاعدہ الیقین لا یزول بالشک۔ مکتبۃ الرشد، 1428ھ، قاعدہ فقہیہ ثانیہ
47 مصطفی بن محمد۔ القواعد الفقہیہ عند الاباضیہ۔ جزء رابع، 2013ء، ص:221
48 الصعدی، محمد جار اللہ۔ النوافع العطرۃ۔ ص:186، لیس بحدیث

اجتہاد کا حکم قرآن حکیم میں صراحتاً نہیں ملتا، اگرچہ فقہاء نے بعض آیات سے ثبوت اجتہاد پر استدلال کیا ہے لیکن اگر اجتہاد کے ثبوت میں صریح احادیث اور رسول اللہ ﷺ کا عمل نہ ہوتا تو اجتہاد کو شاید اس طرح قبولیت حاصل نہ ہوتی۔ پھر اجتہاد کو اجتہاد ہی کے ذریعہ ثابت کرنا ایک کمزور دلیل پر مبنی ہوتا۔ اجتہاد کے ثبوت میں سب سے اہم حدیث، حدیث معاذ بن جبل ہے۔[49]

جسے تمام مکاتب فقہ کے ائمہ نقل کرتے ہیں اور اس پر اصول اجتہاد کی بنیاد رکھتے ہیں، یہ حدیث ابو داؤد، ترندی، نسائی، دارمی، ابن ماجہ اور امام احمد بن حنبل نے نقل کی ہے۔ فقہائے احناف، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے علاوہ امام اوزاعی، سفیان ثوری، لیث بن سعد، حسن بصری محمد بن جریر طبری بھی اجتہاد کو ایک اصول کے طور پر قبول کرتے ہیں، ان حضرات کے اجتہادات نے بھی فقہ اسلامی کے ارتقاء میں نمایاں کردار ادا کیا ہے، اس حدیث کا اہم پہلو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کو اجتہاد کا حکم اس وقت دیا تھا جب اجتہاد کی واقعی ضرورت تھی۔ ۵ ہجری میں جب حضرت معاذ کو یمن میں انتظامی اور عدالتی ذمہ داریاں دے کر روانہ کیا تو آپ ﷺ نے انہیں درپیش مسائل کا حل اجتہاد کے ذریعہ تلاش کرنے کی اجازت عطا فرمائی، اس واقعہ کا سیاق و سباق اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ اجتہاد کا عمل اس وقت جاری ہوگا جب حقیقتاً اجتہاد کی ضرورت پیش آئے گی۔

امام ابو داؤد نے اپنی کتاب السنن میں حدیث حضرت معاذ بن جبل نقل کرنے کے لیے یہ باب قائم کیا ہے: باب اجتهاد الرأي في القضاء - اس باب کے اسلوب سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارے کبار محدثین کے نزدیک عدلیہ کے جج اور قاضیوں کے لیے ضروری تھا کہ وہ معاملات کا فیصلہ کرنے میں اپنی عقل ذہانت سے بھرپور کام لیں اور اجتہاد کے ذریعہ معاملہ کی حقیقت جاننے کی کوشش کریں۔ اجتہاد کے ثبوت میں دوسری حدیث حضرت عمرو بن العاص سے مروی ہے جسے صحاح ستہ کے تمام محدثین نے نقل کیا ہے: "اذا حكم الحاكم فاجتهد فأصاب فله أجران، واذا حكم فاجتهد ثم اخطأ فله أجر" [50]

(جب کوئی حاکم فیصلہ کرتا ہے اور فیصلہ سے قبل زیر غور مسئلہ میں اجتہاد کرتا ہے اور صحیح نتیجہ پر پہنچ جاتا ہے تو اسے دگنا اجر ملتا ہے اور اگر اجتہاد کے ذریعہ کسی فیصلہ تک پہنچنے کی کوشش تو کرتا ہے لیکن اس سے غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو بھی اسے ایک اجر ضرور ملتا ہے)

انسان خواہ کتنا ہی صاحب علم و ذہانت اور صاحب تقوئی ہو، اس سے غلطی کا امکان ہے، جیسا کہ اس حدیث سے پتہ چلتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی فرد حتمی حجت نہیں ہے۔ اہل علم کو اپنی رائے پر بلاوجہ اصرار نہیں کرنا چاہیے اور جب زیادہ قوی رائے آجائے اسے قبول کرنے میں جھجک محسوس نہیں کرنا چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ کی سنت اور آپ کی مجموعی تعلیمات کو پیش نظر رکھتے ہوئے فقہاء نے اجتہاد کے مختلف اسالیب پر بحث کی ہے جن میں نمایاں اسالیب قیاس، استحسان، استدلال، مصالح مرسلہ، ذرائع (فتح الذرائع اور سد الذرائع) اور اعتبار عرف وعادات ہیں۔[51]

---

[49] سنن ابی داؤد، دار الفکر، بیروت 1414ھ، کتاب السنہ، باب فی لزوم السنہ، رقم الحدیث:4604

[50] القشیری، مسلم بن حجاج۔ صحیح مسلم۔ کتاب الاقضیہ، باب بیان اجر الحاکم اذا اجتھد فاصاب او اخطاء، رقم الحدیث:1716

[51] فاروقی، محمد یوسف۔ اجتہاد مناہج و اسالیب۔ شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، ص:51-68

اجتہاد کے باب میں ایک اور اہم اصول سنت طیبہ میں ملتا ہے جس پر خلفاء راشدین نے اپنے دور خلافت میں عمل کیا، وہ یہ تھا کہ اگر کسی فرد کو ذاتی مسئلہ پیش آجائے اور وہ خود مجتہد نہ ہو تو کسی صاحب علم سے پوچھ لے اور اگر خود درجہ اجتہاد پر فائز ہے تو اجتہاد کر سکتا ہے، لیکن لوگوں کے اجتماعی معاملے میں مشاورتی اجتہاد ہی کو ترجیح حاصل ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین کے عہد میں جب بھی کوئی ملی مسئلہ درپیش ہوا اور اس کے بارے میں وحی خاموش تھی تو اسے مشاورتی اجتہاد کے ذریعے حل کیا گیا۔ قبیلہ ہوازن کے جنگی قیدیوں کی رہائی کا مسئلہ ہو یا رسول اللہ ﷺ کی جانشینی کا، عراق کی زمینوں کا مسئلہ ہو یا جمع و تدوین قرآن کا، ایسے سارے مسائل کے حل کے لیے اجتماعی یا مشاورتی اجتہاد ہی پر بھروسہ کیا جاتا تھا۔ اس بحث کی روشنی میں یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی کہ رسول اللہ ﷺ کی شارع و مقنن کی حیثیت مسلمہ اور دستوری ہے۔ آپ ﷺ کا دیا ہوا ہر فیصلہ، حکم، قاعدہ اور ضابطہ پوری امت کے لیے واجب العمل ہے۔ کسی فرد، جماعت اور ادارے کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ آپ کے کسی حکم یا فیصلہ کو منسوخ کر دے یا اس میں ترمیم کرے۔ آخر میں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ رسالت کے پہلو کو مختصراً اجاگر کر دیا جائے، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کو شارع اور مقنن ہونے کا جو مقام و مرتبہ حاصل ہے وہ بحیثیت رسول ہے۔ رسالت ہی وہ مقام ہے جو آپ ﷺ کو تمام انسانوں سے ممتاز و نمایاں کرتا ہے۔ آپ بحیثیت رسول ہمارے ایمان کا حصہ ہیں۔ اس کا مطلب ہی یہ ہے کہ آپ کے ہر قول فعل اور حکم اور فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کر کے اسے بلا چون و چرا تسلیم کیا جائے۔ کسی دوسرے فرد کو یہ مقام حاصل نہیں ہو سکتا کہ اس کا قول و فعل اس طرح حجت بن جائے کہ اس پر اعتراض نہ اٹھایا جا سکے۔ یہ مقام صرف اس ہستی کو حاصل ہو سکتا ہے جو دین و شریعت کے ابلاغ اور اس کی تشریح و تعبیر میں معصوم عن الخطاء ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ" [52] (اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں۔ وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے)۔ رسول اللہ ﷺ مرکز ایمان بھی ہیں اور مرکز محبت بھی۔ آپ کا فرمان ہے کہ: "لا یومن احد کم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین" [53]۔ (تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں)۔ لہذا صرف ایمان ہی کا تقاضا نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی جائے بلکہ محبت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ آپ ﷺ کی بات اور آپ کے اسوہ حسنہ کی جذبہ شوق و محبت کے ساتھ پیروی کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کا اظہار بھی اطاعت رسول کی صورت میں ہوتا ہے: "قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ" [54]۔ (کہہ دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا)

---

[52] النجم 53:3

[53] صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان، رقم الحدیث: 15

[54] آل عمران 3:31

رسالت کے اس پہلو پر غور کریں تو آپ کی حیثیت شارع و مقنن خوب واضح ہو جاتی ہے۔ اب اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم کو شارع تسلیم کر کے آپ کی اطاعت بھی تسلیم و رضا کے ساتھ کی جائے، ورنہ زندگی بھر کے اعمال بے کار ہو جائیں گے۔ "يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ" [55] (اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کا کہا مانو اور اپنے اعمال کو غارت نہ کرو)۔

کتابیات

- قرآن کریم
- آمدی، علی بن محمد۔ الاحکام فی اصول الاحکام۔ بیروت دار الکتاب العربی، 1998ء
- ابن حنبل، امام احمد بن حنبلؒ۔ مسند احمد بن حنبل۔ بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ 2001ء
- ابن کثیر، اسماعیل بن عمر بن کثیر۔ تحفۃ الطالب۔ ص:214
- ابن قیم، حافظ، شمس الدین، ابو عبد اللہ، محمد بن ابی بکر۔ اعلام الموقعین
- ابن ہشام، عبد الملک بن ہشام۔ السیرۃ النبویۃ۔ مکتبہ جمہوریہ، قاہرہ
- بخاري، أبو عبد الله، محمد بن إسماعيل۔ صحيح البخاري۔ دار طوق النجاۃ 1422ھ
- ترمذی، ابو عیسی، محمد بن عیسی۔ سنن ترمذی۔ بیروت، دار الغرب الاسلامی 1998ء
- دارمی، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن۔ سنن دارمی۔ دار الکتاب العربی، بیروت 1407ھ
- شوکانی، ابو علی، محمد بن علی بن محمد۔ الفتح الربانی من فتاوی الامام الشوکانی۔ 2018ء
- الصعدی، محمد جار اللہ۔ النوافع العطرۃ۔ ص:186، لیس بحدیث
- امام ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السجستانی۔ سنن ابی داؤد۔ دار الفکر، بیروت 1414ھ
- امام، مسلم بن حجاج، قشيري، نيسابوري۔ المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله۔ بيروت: دار إحياء التراث العربي
- امام ابو عبد اللہ، محمد بن یزید بن ماجہ۔ سنن ابن ماجہ۔ دار الفکر، بیروت 1415ھ
- نسائی، ابو عبد الرحمن، احمد بن شعیب۔ سنن نسائی۔ دار المعرفہ، بیروت 1412ھ
- فاروقی، محمد یوسف۔ اجتہاد مناہج واسالیب۔ شریعہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد
- قرطبی، محمد بن احمد۔ الجامع لاحکام القرآن۔ بیروت، دار العربی، 2000ء
- مصطفی بن محمد۔ القواعد الفقہیہ عند الاباضیہ۔ جزء رابع، 2013ء
- یعقوب، عبد الوھاب الباحسین۔ قاعدہ الامور بمقاصدھا۔ مکتبۃ الرشد، 1428ھ
- یعقوب، عبد الوھاب الباحسین۔ قاعدہ الیقین لا یزول بالشک۔ مکتبۃ الرشد، 1428ھ

---

[55] محمد 33:47